فتاوی

سوال ۱ : کہتے ہیں نماز ٹھہر ٹھہر کر نہ پڑھی جائے تو نماز ہوتی نہیں، کیا یہ ٹھیک ہے؟

سوال ۲ : کیا خشوع و خضوع کے بغیر نماز ہو جاتی ہے؟

الجواب بعون الوھاب

۱۔ تعدیل ارکان :

واقعی نماز ٹھہر ٹھہر کر، نہایت طمانیت اور سکون کے ساتھ پڑھنی چاہیئے اور یہ فرض ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ "مسئ الصلوٰۃ" نامی ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ ایک صحابی (خلادؓ) نے کچھ اسی طرح ہی عجلت سے نماز پڑھی تھی تو آپؐ نے ان سے فرمایا تھا :

"ارجع فصل فانک لم تصل (بخاری باب وجوب القراءۃ "باب امر النبی صلعم الذی لا یتم رکوعہ بالاعادۃ")

کہ "لوٹ جائیے، پھر نماز پڑھیے، آپ کی نماز نہیں ہوئی!"

مصنف ابن ابی شیبہ میں یہ تصریح ہے کہ اس نے نماز خفیف کر کے پڑھی تھی اور رکوع و سجود بھی کما حقہٗ نہیں کیا تھا :

"فدخل رجل فصلی صلوٰۃ خفیفۃ لا یتم رکوعا ولا سجودا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرمقہ (مصنف باب فی الرجل ینقص صلوٰتہ وما ذکر فیہ وکیف یصنع ص ۲۸۸)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ رکوع و سجود میں جس کی پشت پوری طرح سیدھی قائم نہیں ہو جاتی، اس کی نماز ہوتی ہی نہیں :

"لا تجزئ صلوٰۃ الرجل حتی یقیم ظھرہ فی الرکوع والسجود"

(رواہ ابوداؤد باب صلوٰۃ من لا یقیم صلبہ فی الرکوع والسجود ص۱۲۶)

ایک روایت میں ہے: لا صلوٰۃ (مسند احمد وابن ماجہ)

یعنی سرے سے اس کی نماز رہتی ہی نہیں۔

ایک اور روایت میں ہے:

"لا ینظر اللہ الی صلوٰۃ الرجل ... الحدیث" (مسند احمد)

کہ "ایسے شخص کی نماز کو خدا دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا"

ایک روایت میں ایسے شخص کو نماز کا چور قرار دیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ سب چوریوں سے بدتر چوری ہے:

"اسوء السرقۃ الذی یسرق صلوٰتہ قالوا وکیف یسرق صلوٰتہ یا رسول اللہ قال یتم رکوعھا ولا سجودھا (مؤطا)

ایسا شخص ساٹھ سال نماز پڑھتا ہے، حالانکہ اس کی نماز ہوتی ہی نہیں:

"ان الرجل یصلی ستین سنۃ وما لہ صلوٰۃ ... الحدیث" (کتاب الصلوٰۃ احمد ص۳۳)

فرمایا، ایسے شخص کی نماز خدا قبول ہی نہیں فرماتا (ابن مسعود)

"واما الذی لا یتقبل اللہ صلوٰتہ فذلک الذی یصلی ولا یتم" (ایضاً ص۳۳)

پشت کے قائم ہونے کے معنی یہ ہیں کہ ہر جوڑ اپنی جگہ پر فٹ ہو جائے اور سکون کے ساتھ اسی حالت پر تھم جائے، یہی کیفیت رکوع سے اٹھ کر کھڑے ہونے اور دونوں سجدوں کی درمیانی بیٹھک کی ہے۔

اس اعتدال کی حد کیا ہے؟ کچھ لوگوں نے "تسبیحوں" کی تعداد سے اس کی حد بنا لی ہے اور کچھ نے اس کیلئے شرعی طمانیت مراد لی ہے اور یہی صحیح ہے کہ قیام، رکوع اور سجود میں شایان شان اقامت پائی جائے اور جتنا قیام لمبا ہو، رکوع وسجود، قومہ اور جلسہ بھی اسی نسبت سے طویل ہونا چاہیئے۔ حدیث میں اس کو "قریباً من السواء" (ابوداؤد، ص۱۲۶ باب طول القیام) سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یعنی یہ تقریباً برابر برابر تھے۔

"پڑھنا" بھی ایک مسئلہ ہے، اس میں طمانیت مطلوب ہوتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قرأت" اسی طرح تھی!

سئل انس کیف کانت قرأۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال کانت مدًّا مدًّا

ثم قرأ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یمد بسم اللہ ویمد بالرحمٰن ویمد بالرحیم " (صحیح بخاری باب مد القراءة)

یعنی آپؐ لمبا لمبا کرکے پڑھتے تھے "

لمبا لمبا کرکے پڑھنے کے معنے ہیں، نہایت پریم کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر اور صحیح تلفظ کے ساتھ قرأت کرنا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ یوں اکھیڑ لیس ہو کر پڑھتے ہیں کہ خود ان کو بھی پتہ نہیں چلتا کہ کیا پڑھتے ہیں؟ بس جلدی میں قرأت کرنے سے " مسنون قیام " کا جھٹکا ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اسی نسبت سے دوسرے اوراد (تسبیحیں، تشہد، درود) چھوڑتے ہیں جس کی وجہ سے متعلقہ ارکانِ نماز کا جھٹکا ہو جاتا ہے۔ اس لئے عموماً نمازیں ضائع جا رہی ہیں۔

حضور نے ایک شخص کو جلدی جلدی نماز پڑھتے دیکھا تو یہ فرمایا کہ یہ مر گیا تو بس بے دین ہو کر مرا:

فجعل ان یتم صلوٰته ثم خرج فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ھذا لو مات لمات ولیس من الدین من شئ۔ (احمد)

ٹھونگے مارنے والے نمازی کے بارے میں فرمایا کہ: یہ منافقین کی نماز ہے: نھی النبی صلعم عن نقر المصلی صلوته واخبر انه صلوٰة المنافقین (کتاب الصلوٰة ابن القیم ص۱۵۴) سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول تلك صلوٰة المنافقین ..... قام فنقرھا اربعا الحدیث (مسلم)

حضرت عبدالرحمان بن شبلی سے روایت ہے کہ حضور نے کوے کی طرح ٹھونگے مار کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے:

نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن نقرة الغراب الحدیث (مسند احمد)

فرمایا جس نے نماز ضائع کی، نماز اس کے لئے بد دعا کرتی ہے کہ:

ضیعك اللہ کما ضیعتنی (کتاب الصلوٰة ص۱۵۶ ابن القیم بحوالہ عقیلی مسند ا(کتاب الصلوٰة احمد بن حنبل تعلیقا ص۱) جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا ہے اللہ تعالیٰ تجھے بھی ضائع کرے "

یہ سب امور اسی امر کے غماز ہیں کہ جو لوگ نماز اطمینان کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر نہیں پڑھتے اور بھاگم بھاگ والی بات کرتے ہیں، ان کی نماز قطعاً نہیں ہوتی۔

یہی نظریہ حضرت امام شافعی، امام احمد، امام اسحٰق (ترمذی) امام داؤد ظاہری (نیل) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (غنیۃ الطالبین ص۱) اور قاضی ابو یوسف کا ہے (ہدایہ ص۱۰۶)

افسوسناک لطیفہ

حضرت امام ابن قیمؒ نے ایک جلد باز شخص کے چٹکلے کا ذکر کیا ہے جو بہت ہی افسوسناک ہے، وہ

فرماتے ہیں کہ اس نے اپنے لونڈے کو نہایت اطمینان سے نماز پڑھتے دیکھا تو اسے مارا اور کہا کہ اگر بادشاہ تجھے کسی کام کو بھیجے تو کیا تم اسی سست روی سے کام لوگے؟

عن بعض ھولاء انہ رای غلاما لہ یطمئن فی صلوٰتہ فضربہ وقال لو بعثك السلطان فی شغل اکنت تبطئ فی شغلہ مثل ھذا الابطاء؟ (کتاب الصلوٰۃ ص۱۷۷)

امام ابن قیم فرماتے ہیں، یہ نماز کے ساتھ مخول ہے:

ھذا کلہ تلاعب بالصلوٰۃ وتعطیل لھا وخداع من الشیطان (ص۱۷۷)

احناف کے نزدیک بقول جرجانی یہ سنت ہے لیکن کرخی اور علامہ طحاوی کی روایت کے مطابق واجب ہے، اس صورت میں جو نمازی اس سے غفلت کرتا ہے، اس پر سجدہ سہو لازم ہو جاتا ہے۔ (ہدایہ ص۱۰۱)۔ علماء احناف نے اسی روایت کو ترجیح دی ہے (حاشیہ ہدایہ سلہ ص۱۰۱) اس لئے یہ مقام ان دوستوں کے لئے درس عبرت ہے جو سجدہ سہو بھی نہیں کرتے۔ ظاہر ہے اس صورت میں ان کی نماز، نماز ہی نہیں رہے گی — وان ترکہ ساھیا جبرہ بسجود السھو وان ترکہ عمداً بطلت الصلوٰۃ (غنیۃ الطالبین پیر جیلانی ص۱۱ مترجم فارسی) اصل میں تعدیل ارکان کی بحث کو کچھ بزرگوں نے علمی بحث بنا کر اپنے — عقیدت مندوں کو نماز کا چور اور کوا بنا دیا ہے ورنہ خود ان بزرگوں کی نماز ان کی ان علمی بحثوں کے بالکل برعکس تھی اور اتنی طمانیت اور تعدیل ہوتی تھی کہ اسے دیکھ کر وجد طاری ہو جاتا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے سوانح کا مطالعہ کر کے اصل صورت حال کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ

سوال ۲

خشوع وخضوع: نماز کی جان یہی چیز ہے، جن لوگوں میں یہ استعداد پیدا ہو جاتی ہے، صحیح معنے میں تعدیل ارکان کا حق بھی وہی شخص ادا کرتا ہے وہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھے گا، ذوق و شوق کے عالم میں مستغرق ہو کر رب کے حضور پیش ہوگا، اور نہایت مزے سے نماز کا حق ادا کرے گا۔ ورنہ نماز کیا ہوگی نماز کا ایک گونہ تکلف ہوگا۔ ہوسکتا ہے کہ فقہی نماز ادا ہو جائے یعنی نماز کا آئینی بوجھ ساقط ہو جائے لیکن آخرت میں بھی یہ کچھ کام آئے؟ بظاہر ضروری نہیں معلوم ہوتا، باقی رہی اس کے کرم کی بات؟ تو وہ الگ بات ہے ؎

کوئی یہ پوچھے کہ واعظ کا کیا بگڑتا ہے
جو بے عمل پہ بھی رحمت وہ بے نیاز کرے